جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کر لیں۔۔ (ابو زبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات (29)

از مفتی محمد صاحب

دارالافتاء، جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی

مضامین:

☆ انعام کے نام پر غریب خواتین سے پیسے لینا ☆ افغانستان میں تعمیراتی کام میں حصہ لینا

☆ تیجہ، چالیسواں وغیرہ رسموں کا حکم ☆ کیا خوشی غمی میں شریک نہ ہونا قطع رحمی ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر نام رکھنے میں تفصیل

☆ شب معراج کی تعیین و شب براءت کی فضیلت

☆ دفتری اوقات کے علاوہ بجلی کا استعمال

☆ ملازم جتنا وقت غیر حاضر رہے اس کی تنخواہ حلال نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انعام کے نام پر غریب خواتین سے پیسے لینا:

سوال: ہمارے علاقے کا ڈاکیا ہر گھر سے پانچ پانچ سو روپے لیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بطورِ خوشی میرا انعام ہے۔ کیا اس کے لیے یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (رحمت اللہ ۔ کرک)

جواب: اس طرح انعام کے نام پر ان غریب خواتین سے پانچ پانچ سو روپے لینا ظلم ہے، جس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ البتہ اگر مذکورہ ڈاکیا ان خواتین کے لیے اپنی سرکاری ڈیوٹی سے ہٹ کر کوئی اضافی کام کرتا ہے، تو اُس اضافی کام کی معلوم اُجرت طے کر کے لے سکتا ہے۔

افغانستان میں تعمیراتی کام میں حصہ لینا:

سوال: افغانستان میں جو تعمیری کام ہو رہے ہیں جیسے سڑکیں وغیرہ بن رہی ہیں اس میں بطور سپروائزر ڈیوٹی انجام دینا کیسا ہے؟ ہمارے علاقے کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امریکی فوج کے ساتھ امداد ہے، یہ لوگ اس کے ساتھ کام کر کے اس کو قوت دیتے ہیں، کیونکہ اس سے افغانستان میں امریکی فوج کے قدم مضبوط ہوتے ہیں، لہٰذا یہ ڈیوٹی دینا اور پیسے لینا حرام ہے، جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اس کا ایک اچھا کام ہے اور اچھے کام میں کسی کی مدد کرنا جائز ہے، نیز یہ افغانیوں کے ساتھ احسان ہے۔ ان میں سے کونسی بات درست ہے؟ نیز ان کی تنخواہ حلال ہے یا حرام؟ صحیح مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں۔ (رحمت اللہ ۔ کرک)

جواب: افغانستان میں ایسی تعمیرات میں شریک ہونا جائز نہیں، جو صرف غیر ملکی فوج کے فائدہ اور استعمال کے لیے کی جا رہی ہوں، مثلاً فوجی چھاؤنیاں، رہائش گاہیں یا مورچے اور فوج کے زیرِ استعمال ہوائی اڈے وغیرہ۔ ایسی عمارتوں کی تعمیر کی مزدوری مال خبیث اور حرام ہے۔ البتہ ایسی عمارات اور شاہراہوں

کی تعمیر میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں جو اصلاً افغان عوام کے نفع و استعمال کے لیے بنائی جارہی ہوں، ایسی عمارات اگرچہ بننے کے بعد کبھی امریکیوں وغیرہ کے استعمال میں آجاتی ہوں، ان کی تعمیر کی مزدوری لینا جائز و حلال ہے۔

تیجہ، چالیسواں وغیرہ رسموں کا حکم:

سوال: میت کو ایصال ثواب کے لیے مروّج رسمیں تیجہ، چالیسواں برسی وغیرہ کے بارے میں کتابوں، رسالوں، ضرب مؤمن میں پڑھا ہے کہ یہ رسمیں بدعت اور ناجائز ہیں، قرآن خوانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ قاری صاحب اور طالب علموں کو کھانا کھلانا پڑتا ہے۔ اس لیے یہ بھی قرآن پاک کا معاوضہ ہوا، لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے۔
لیکن یہ رسمیں میرے اندازے کے مطابق ختم یا کم ہوتی نظر نہیں آرہی ہیں' بلکہ جوں کی توں جاری ہیں' کیونکہ ایسی رسموں میں مولوی صاحبان طلبہ کے ساتھ بے دھڑک شریک ہوتے ہیں۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ آپ کا کھانا دیندار اور پرہیزگار لوگ کھائیں۔ یا کہتے ہیں کہ دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ آپ اس مسئلہ کے بارے میں فرمائیں کہ حقیقت کیا ہے؟ (واحد بخش)

جواب: انفرادی طور پر ایصالِ ثواب جائز بلکہ مستحب ہے، مگر تیجہ، ساتواں، جمعانا اور چالیسواں وغیرہ رسمیں بدعت ہیں اور اجتماعی قرآن خوانی بھی اگر ایصالِ ثواب کے لیے ہو تو اس کا سنت سے کوئی ثبوت نہیں، جبکہ عموماً ان کو سنت سے بھی بڑھ کر اہمیت دی جاتی ہے جس سے یہ بدعت بن جاتی ہیں۔ ان بدعات کا اہتمام کرنا اور ان میں شریک ہونا ناجائز و حرام ہے، علماء و طلبہ کے لیے بھی ان رسموں میں شریک ہونا ناجائز ہے، باقی دعوت قبول کرنا اچھی بات ہے مگر اس کے لیے یہ شرط ہے کہ خود اس دعوت کا اہتمام ناجائز نہ ہو اور نیک لوگوں کو کھلانا بھی اچھی بات ہے، مگر ظاہر ہے کہ ان کو جائز طریقہ سے حلال کھانا ہی کھانا چاہیے اور یہ کھانا ناجائز طریقہ سے دیا جاتا ہے، اس لیے اس کا کھانا حلال نہیں۔

غالب الحرام آمدن والوں کے ہاں کھانا کھا کر قیمت اداء کرنا:

سوال: اگر کوئی شخص اپنے رشتے دار کے گھر جائے، چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی ہو اور اس کی روزی میں حلال پر حرام غالب ہو اور اس نے 20 روپے کی کوئی چیز کھلائی ہو، اب بندہ تقویٰ کی لائن اختیار کرتے ہوئے 20 روپے اس کے بچے کو دے دے اور نیت یہ کر لے کہ میں 20 روپے اس چیز کی قیمت ادا کر رہا ہوں جو میں نے کھائی ہے تو کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟ (علی نواز ۔ ملتان)

جواب: بچے کو دینے سے بچہ مالک بن جائے گا یا اُس کے لیے اُس رقم کا استعمال مباح ہو جائے گا۔ اس سے والد کو اس کی کھلائی ہوئی چیز کی قیمت ادا نہ ہوگی۔ ہاں اگر والد ہی کو یہ کہہ کر رقم دی جائے کہ اس سے بال بچوں کے لیے کوئی چیز لے لینا تو اس طرح قیمت تو ادا ہو جائے گی مگر کیا اس طرح غالب الحرام آمدنی والے رشتہ دار کے گھر سے قیمت دے کر کوئی چیز کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کی آمدنی میں حرام کا غلبہ خبث عقد کی وجہ سے ہو مثلاً وہ سینما وغیرہ میں ملازم ہو تو ایسی صورت میں گنجائش ہے اور اگر اس کی غالب آمدنی شرعاً اس کی مملوک ہی نہ ہو، مثلاً وہ غاصب ہو یا سود خور ہو تو ایسی صورت میں قیمت دے کر بھی اس کے گھر سے کوئی چیز کھانا جائز نہیں۔

کیا خوشی غمی میں شریک نہ ہونا قطع رحمی ہے؟

سوال: دو قریبی رشتے دار ایسے ہیں جنہوں نے اس حد تک تعلق ختم کیا ہوا ہے کہ ایک دوسرے کی خوشی غمی میں نہیں آتے کسی ناراضگی کی وجہ سے، مگر راستے میں اچانک کسی جگہ ملاقات ہو جائے تو ایک دوسرے سے سلام دعا اور خیر خیریت پوچھتے ہیں اور چائے پانی بھی پلا دیتے ہیں۔ پوچھنا آپ سے یہ ہے کہ اس طرح کی رشتے داری رکھنے سے قطع رحمی کے گناہ سے بچ جائیں گے؟

(علی نواز ۔ ملتان)

جواب: مسلمان کے جنازے میں شرکت اس کے حقوق میں سے ہے، رشتہ دار کے حقوق تو عام مسلمان سے زیادہ ہیں، اس لیے غمی میں بلا وجہ شریک نہ ہونا قطع رحمی ہے۔ البتہ کسی عزیز کی ہر خوشی میں خود شریک ہونا شرعاً ضروری نہیں، البتہ بوقتِ ضرورت ہو سکے تو مالی تعاون سے ورنہ کم از کم اس کے سامنے اظہارِ مسرت کر کے اس کی خوشی میں خود کو شریک کرنا چاہیے، ناراضگی کی وجہ سے عدم شرکت پر دوام اختیار کرنا درست نہیں۔ دل میں کدورت رہے تو اس کا انسان مکلّف نہیں، البتہ زبان سے اظہار خوشی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں پر نام رکھنے میں تفصیل:

سوال: آج کل باری تعالیٰ کے اسماء حسنٰی عام طور پر عبد کی اضافت کے ساتھ رکھے جاتے ہیں مگر عموماً غفلت کی وجہ سے مسمّی کو عبد کے بغیر پکارا جاتا ہے حالانکہ بعض اسماء باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً رزاق، رحمٰن وغیرہ۔ کون کون سے اسماء باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں کہ ان کو بغیر عبد کے کسی کے لیے کہنا گناہ کبیرہ ہے؟ نیز ان اسماء کے شروع میں یا آخر میں محمد یا احمد کا اضافہ کیسا ہے؟

اپنے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی صفاتی نام لکھنے کے لیے ''عبد'' کا لفظ لکھنا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ضروری ہے تو پھر ہمیں بہت سے نام ایسے ملتے ہیں جن کے ساتھ بڑے بڑے اکابر نے ''عبد'' کا لفظ نہیں لکھا مثلاً عثمان غنی جو کہ خلیفہ سوم کا نام بھی ہے جبکہ غنی اللہ کا صفاتی نام ہے۔ اسی طرح لفظ حق، جلیل اور حمید وغیرہ لوگ اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں جیسے حق نواز، طاہر حمید وغیرہ جبکہ حق اور حمید، اللہ کے صفاتی نام ہیں لیکن لوگ انہیں لفظ عبد کے بغیر لکھتے ہیں یعنی عبدالحق، عبدالجلیل اور عبدالحمید کی بجائے صرف حق، محمد حمید اور محمد جلیل وغیرہ۔

اسی سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ لفظ ''ملِک'' جو کہ اللہ کا صفاتی نام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک علیحدہ قوم کا نام بھی ہے، اگرچہ اب بہت سی دوسری قوموں (ذاتوں) نے بھی اسے اپنے نام کے شروع یا آخر میں لکھوانا شروع کر دیا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص ''ملِک'' قوم سے تعلق نہیں رکھتا تو وہ اسے اپنے نام کے

ساتھ لکھواسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں لکھواسکتا تو کیا دنیا کا کوئی بھی مسلمان اسے اپنے نام کے ساتھ دیگر اللہ کے صفاتی ناموں کی طرح نہیں لکھواسکتا؟ (متعدد سائلین)

جواب: واضح رہے کہ اضافت یا کسی اور مناسب لفظ کے ساتھ ملا کر اسماء حسنیٰ کو غیر اللہ کے نام کا جزو بنانے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے عبدالجلیل، حق نواز اور حمید اللہ وغیرہ نام رکھنا جائز ہے۔ البتہ تنہا اسماء حسنیٰ کے کسی اور پر اطلاق کے جواز میں یہ تفصیل ہے کہ جو اسماء حسنیٰ باری تعالیٰ کے ساتھ مادہ اور عرف دونوں کے لحاظ سے مخصوص نہیں ہیں ان کا استعمال غیر اللہ کے لیے جائز ہے۔ اور جو اسماء حسنیٰ اپنے مادہ کے اعتبار سے باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں یعنی اُن کا مادہ ہی غیر اللہ میں نہیں پایا جاتا، جیسے رزاق، خالق وغیرہ، اسی طرح وہ اسماء حسنیٰ جن کا مادہ تو غیر اللہ میں پایا جاتا ہے، مگر کسی خاص عرف وزبان میں اُن کو باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے تو ایسے اسماء شرعاً بھی باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں، لہٰذا ایسے تمام اسماء حسنیٰ کا غیر اللہ پر اطلاق جائز نہیں۔ مثلاً لفظ خدا اردو زبان میں باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، خواہ مفرد طور پر استعمال ہو یا مضاف طور پر، مگر فارسی میں اگر یہ لفظ مضاف طور پر استعمال ہو تو یہ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں، لہٰذا اردو زبان کے مطابق تو اس کا استعمال غیر اللہ کے لیے مطلقاً ناجائز ہوگا مگر فارسی میں صرف مفرداً اس کا استعمال غیر اللہ کے لیے ناجائز ہوگا، مضاف طور پر جائز ہوگا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ باری تعالیٰ کے کسی اسم مبارک کے غیر اللہ پر اطلاق کے حکم میں مخصوص عرف وزبان اور مخصوص استعمالات کی وجہ سے فرق آتا ہے، لہٰذا لفظ ''مَلِک'' کا حکم یہ ہے کہ چونکہ یہ لفظ ہمارے عرف میں ایک قوم کا نام پڑ گیا ہے اس لیے ہمارے محاورے میں یہ لفظ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں رہا، اس اعتبار سے ہر شخص کے لیے یہ لفظ اپنے نام کے ساتھ لکھنے کی گنجائش ہونی چاہیے، تاہم جو شخص اس ذات سے تعلق نہیں رکھتا اُس کے اپنے نام کے ساتھ ملک لکھنے میں چونکہ لوگوں کے دھوکہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے، اس لیے اس لحاظ سے اُس کے لیے اپنے نام کے ساتھ ملک لکھنا درست نہیں۔

شب معراج کی تعیین وشب براءت کی فضیلت:

سوال: معراج کس تاریخ کو ہوئی؟ یہ جو 27 رجب مشہور ہے کیا یہ صحیح ہے اوراس دن روزہ رکھنا سنت سے ثابت ہےاوراس رات کی کیا فضیلت ہے؟ اسی طرح شب براءت کی کیا حقیقت ہے؟ اس روز روزہ رکھنا کیسا ہے؟ (ایک سائل)

جواب: معراج کا واقعہ کس تاریخ کو پیش آیا؟ اس کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری 7/ 254 میں اس کے بارہ میں دس اقوال ذکر کیے ہیں، اقوال کے اس اختلاف سے واضح ہے کہ متعین طور پر کسی ایک رات کے بارہ میں یہ فیصلہ کرنا کہ یہی شبِ معراج ہے، بہت مشکل ہے۔ 27 رجب بھی ان دس اقوال میں سے ایک قول ہے، مگر دیگر اقوال کی طرح اس قول کے رجحان یا صحت پر بھی کوئی دلیل نہیں، اس لیے اوّل تو معراج کی رات متعین ہی نہیں، دوسرے اس رات کی کوئی مخصوص فضیلت سنت سے ثابت نہیں۔ نہ ہی 27 رجب کے روزہ کا سنت سے کوئی ثبوت ہے۔
جہاں تک شبِ براءت کی فضیلت کا معاملہ ہے تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت سے متعلق دس مختلف صحابہ کرام سے روایات مروی ہیں۔ یہ روایات فرداً فرداً اگر چہ ضعاف ہیں مگر مجموعہ روایات کو کم از کم حسن کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اس بناء پر، نیز اس بناء پر کہ فضائل میں ضعیف روایت پر بھی عمل کی مشروط اجازت دی جاتی ہے، اس رات میں انفرادی عبادات کی علماء کرام نے اجازت دی ہے۔ البتہ 15 شعبان کے روزہ کو سنت سمجھنا درست نہیں، اگر کوئی شخص ایام بیض کے روزے رکھنے کا عادی ہو یا پہلے سے شعبان میں روزہ رکھتا آرہا ہو تو اس کے لیے اس دن روزہ رکھنے کی بھی اجازت ہے۔

دفتری اوقات کے علاوہ بجلی کا استعمال:

سوال: سرکاری دفتر میں دفتر کے بعد بجلی کا استعمال کرنا یا ہیٹر وغیرہ لگا کر سالن پکانا، چائے بنانا جائز ہے یا

نہیں؟ چند ساتھیوں کا خیال ہے کہ ہم گورنمنٹ ملازم ہیں، دفتر کی بجلی کا استعمال دفتر ٹائم کے علاوہ بھی ہمارے لیے حلال ہے؟ کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟ (جمعہ میر۔گلگت بلتستان)

جواب: اگر قانوناً سرکاری ملازمین کو دفتری اوقات کے علاوہ بھی سرکاری بجلی استعمال کرنے کی اجازت ہو تو ایسی صورت میں جس حد تک سرکاری قانون کی رو سے اجازت ہے اس حد تک سرکاری بجلی کا استعمال شرعاً جائز ہے اور اگر سرکاری قانون کی رو سے اس کی اجازت نہیں تو شرعاً بھی اجازت نہیں۔

عموماً معمولی استعمال، پنکھا، لائٹ وغیرہ چلانے کی تو اجازت ہوتی ہے، مگر ہیٹر چلا کر سالن وغیرہ پکانے کی دفتری اوقات میں بھی اجازت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر ممکن ہو تو مجاز اتھارٹی سے اس کی صراحۃً اجازت لینا شرعاً لازم ہے ورنہ استعمال جائز نہیں۔

ملازم جتنا وقت غیر حاضر رہے اس کی تنخواہ حلال نہیں:

سوال: دفتری اوقات صبح 8 بجے سے 4 بجے تک ہیں، اگر ہم 8 بجے کے بعد دفتر پہنچیں اور 4 بجے سے پہلے چھٹی کرلیں تو تنخواہ حلال ہوگی یا حرام؟ اگر حرام ہے تو کیا ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ صبح اور شام جتنے گھنٹے تاخیر یا جلدی جاتے ہیں نوٹ کر کے اتنے گھنٹوں کی تنخواہ روزانہ کے حساب سے یکمشت بذریعہ ٹریژری چالان قومی بینک میں جمع کرا کر کام نہ کرنے والے وقت کا ازالہ کرلیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرما کر سینکڑوں گورنمنٹ کے ملازمین کو حرام سے بچائیں۔ ہم دفتر کے چند ملازمین عمل کی نیت سے مسئلہ پوچھ رہے ہیں، ان شاء اللہ ضرور عمل کریں گے۔ اللہ ہم سب کو توبہ اور پھر اس پر استقامت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (جمعہ میر۔گلگت بلتستان)

جواب: سرکاری وغیر سرکاری ملازم جتنے وقت کے لیے غیر حاضر رہے، اس کی تنخواہ لینا اس کے لیے جائز نہیں۔ حساب کر کے اتنے وقت کی تنخواہ سرکار کو واپس کرنا شرعاً اس پر لازم ہے۔ ٹریژری چالان کے

ذریعہ قومی بینک میں رقم جمع کرانے سے اگر رقم سرکاری اکاؤنٹ میں پہنچ جاتی ہے تو اس طرح کرنے سے آپ بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]